مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

کا

مختصر سوانحی خاکہ اور علمی کارنامے

از

(مولوی) قاضی ظفر مسعود مبارکپوری

ناشر

دائرہ ملیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی 276404

سرفراز آفسٹ پریس مئو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت والد ماجد صاحبؒ کے سانحہ ارتحال پر ملک و بیرون ملک کے تمام اخبارات و مجلات نے خبریں اور مضامین شائع کیا ، اہل علم حضرات کے تعزیتی خطوط کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے ۔ چونکہ محترم والد صاحبؒ کا غم تنہا کسی ایک خاندان یا بستی کا نہیں ہے بلکہ برصغیر ہند و پاک ، عرب ممالک کے علمی و دینی حلقوں کا مشترکہ غم ہے ، اس لئے اکثر حضرات نے تعزیتی خطوط میں مرحوم کی مختصر سوانح عمری اور علمی کارناموں کے تذکرے کی ضرورت کا شدت سے احساس کیا اور ہر شخص کی خواہش ہے کہ مرحوم کے علمی کارناموں کا ایک مختصر خاکہ بروقت آجائے تاکہ لوگوں کو مزید معلومات ہو جائے ۔

اس لئے یہ مختصر کتابچہ اہل علم کی تشنگی کے لئے عجلت میں شائع کر رہا ہوں انشاء اللہ آئندہ حضرت والد صاحبؒ پر مفصل اور مبسوط کتاب شائع کی جائے گی ، ویسے ہمارے علم کے مطابق سہ ماہی "ترجمان الاسلام" جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس اور ماہنامہ "انوار العلوم" مدرسہ انوار العلوم جہانا گنج ، ضلع اعظم گڈھ اپنے مجلات کا "مؤرخ اسلام نمبر" کے نام سے انتہائی شاندار اور معلوماتی نمبر شائع کر رہے ہیں جو عنقریب منظر عام پر آرہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر جزیل عطا فرمائے ، یہ حضرات ہمارے بہترین شکریے کے مستحق ہیں ۔

(مولوی) قاضی ظفر مسعود مبارکپوری
قاضی منزل ، مبارکپور ، ضلع اعظم گڈھ
۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
۲۸ر ستمبر ۱۹۹۶ء شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤرخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوریؒ
کا
مختصر سوانحی خاکہ

خاندانی سلسلہ اور پیدائش

میری پیدائش ۱۴ر رجب ۱۳۳۴ھ مطابق ۷ر مئی ۱۹۱۶ء میں صبح پانچ بجے ہوئی ، جائے پیدائش مبارکپور کے محلہ پورہ صوفی اور محلہ حیدرآباد کے نقطۂ اتصال پر موجودہ مسکونہ مکان کے شمال میں سڑک کے بعد چوتھا مکان ہے ، بعد میں ہم لوگ اس سے پہلے تیسرے مکان میں آگئے ، جس میں میرے بچپن ، جوانی اور طالب علمی کا پورا دور گزرا ، باہر والا کمرہ میرے لئے مخصوص تھا ۔ میں اپنے والدین کی پہلی اولاد تھا ۔ نانا مرحوم مولانا احمد حسین صاحب رسول پوریؒ متوفی ۲۶ر رجب ۱۳۵۹ھ نے میرا نام عبد الحفیظ رکھا ۔ بعد میں قاضی اطہر مبارکپوری کے نام سے مشہور ہوا ۔ والد مرحوم کا نام شیخ حاجی محمد حسن بن شیخ حاجی لعل محمد بن شیخ محمد رجب بن شیخ محمد رضا بن شیخ امام بخش بن شیخ علی متوفی ۱۱ر ربیع الاول ۱۳۹۸ھ ہے اور والدہ مرحومہ کا نام حمیدہ بنت مولانا احمد حسین بن شیخ عبد الرحیم بن شیخ جمال الدین متوفیہ ۲۲ر ذوقعدہ ۱۳۵۲ھ ہے ۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ۔ دادھیال اور ننھیال کے بزرگوں کے حالات "مآثر و معارف" اور "تذکرہ علمائے مبارکپور" میں درج ہیں

باقاعدہ تعلیم کی ابتداء

ویسے تو میں گھر ہی پر کچھ نہ کچھ پڑھنے لگا تھا باقاعدہ تعلیم کے لئے محلہ کے گھریلو مکتب میں بٹھایا گیا، اس زمانہ میں عام طور سے قاعدہ بغدادی، قرآن شریف اور اردو کی ابتدائی تعلیم اور تربیت خانگی مکاتب میں ہوا کرتی تھی، گھر پر بھی والدہ مرحومہ اور والد مرحوم سے پڑھا کرتا تھا۔ اس کے بعد مدرسہ احیاء العلوم میں داخل کیا گیا اس وقت تیسرا پارہ پڑھ رہا تھا حافظ علی حسن صاحب مرحوم سے قرآن شریف پڑھ کر ختم کیا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں مدرسہ جانے سے پہلے ہی اردو پڑھنے کی شُد بُد پیدا ہو گئی تھی۔

مدرسہ احیاء العلوم کے عربی اساتذہ میں مولانا مفتی محمد یٰسین صاحب مبارکپوریؒ متوفی ۲۴ محرم ۱۴۰۴ھ میرے سب سے پہلے استاذ ہیں اکثر و بیشتر کتابیں انہیں سے پڑھی ہیں۔ ان کی سادگی، بزرگی، تقویٰ، خلوص اور شفقت سے مجھے بہت فیض پہنچا ہے۔ منطق و فلسفہ کی زیادہ تعلیم مولانا شکر اللہ صاحب مبارکپوریؒ متوفی ۵ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ سے حاصل کی ہے، میں ان کا آخری شاگرد ہوں جسے نہایت ذوق سے پڑھایا، میری ہمت افزائی اور ذہنی تربیت میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ مولانا بشیر احمد صاحب مبارکپوریؒ متوفی ۲۳ شوال ۱۳۶۴ھ سے منطق کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔ مولانا محمد عمر صاحب مظاہری مبارکپوریؒ متوفی ۱۲ ذوقعدہ ۱۴۰۱ھ سے تفسیر جلالین وغیرہ پڑھی ہے۔ ماموں مولانا محمد یحییٰ صاحب رسولپوریؒ متوفی ۱۱ صفر ۱۳۸۷ھ سے عروض و قوافی اور ہیئت کے بعض اسباق پڑھے ہیں، میری تربیت میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ میرے مطالعہ کے لئے عربی کی نادر و نایاب کتابیں مہیا کرتے تھے ان کے علاوہ میرے اساتذہ کرام میں کوئی ادیب، شاعر، مصنف اور مضمون نگار نہیں تھا، مگر میں انہیں سے تعلیم حاصل کر کے سب کچھ ہوا، یہ ان کے خلوص اور میری ذاتی کوشش کا نتیجہ ہے۔

جامعہ قاسمیہ مرادآباد کے اساتذہ و شیوخ میں مولانا سید فخر الدین صاحبؒ متوفی ۱۳۹۲ھ

سے صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد اور مولانا سید محمد میاں صاحبؒ متوفی ۲۲ شوال ۱۳۹۵ھ سے سنن ترمذی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلیؒ متوفی ۱۳۹۵ھ سے صحیح مسلم پڑھی۔ درمیان میں ایک مرتبہ دو ماہ تک جامعہ قاسمیہ میں رہ کر مولانا سید محمد میاں سے دیوان حماسہ کا ایک باب اور مقامات زمخشری پڑھی، مولانا عربی زبان کے ادیب، اردو کے مصنف اور خالص دینی علمی مزاج کے آدمی تھے ان کے خلوص و محبت اور ہمت افزائی سے مجھے بہت زیادہ فیض پہنچا ہے۔

میرے محدود وسائل اور مخصوص حالات قرب و جوار کے بڑے مدرسوں میں جانے کے حق میں بالکل نہیں تھے، بڑی مشکل سے صرف ایک سال باہر رہنا نصیب ہوا، اس کے باوجود حوصلہ کی بلندی اور تحصیل علم کی دُھن کا حال یہ تھا کہ جامع ازہر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا سودا ہر وقت سر میں سمایا رہتا تھا بلکہ بعد میں بھی یہ آرزو باقی رہی، مگر میں نے اپنے ذوق و شوق کی بدولت ناکامی کو کامیابی سے یوں بدل دیا کہ اپنے گھر اور مدرسہ کو جامع ازہر، جامع زیتون، جامع قرطبہ، مدرسہ نظامیہ، مدرسہ مستنصریہ بنا لیا اور وطن ہی میں رہ کر خدا کے فضل و کرم، اساتذہ کی شفقت و محبت اور اپنی محنت و عزیمت سے بہت کچھ حاصل کیا اس دور میں مجھ پر عجیب علمی سرمستی اور شوریدگی چھائی رہتی تھی، ہر وقت بغداد و بخارا، اندلس و غرناطہ اور عالم اسلام کی قدیم مشہور درسگاہیں اور ان کے اساتذہ اور ان کے تلامذہ کے مناظر سامنے رہتے تھے اور میں ان کے حسنات و برکات سے مستفیض ہوتا رہتا تھا:

مولانا کی خود نوشت سوانح حیات (از قاعدہ بغدادی سے صحیح بخاری تک)

آپ نے بعمر ۲۲ سال ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی — فراغت کے بعد علمی سلسلہ حیات — خود نوشت سوانح عمری "قاعدہ بغدادی سے صحیح بخاری تک" سے ماخوذ ہیں۔

بیچارہ قافلۂ مغیلاں پر است وادیِ شوق — شفیقِ آبلۂ ما می رود، خدا حافظ

دورِ جہدِ مسلسل

تحصیلِ علم سے اضافی اور عرفی فراغت کے بعد تعلیم و تدریس سے ذمہ دارانہ زندگی شروع ہوئی، اور شوال ۱۳۵۹ھ سے ۱۳۶۲ھ (۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۳ء) تک مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور سے منسلک رہا، اس درمیان میں رابطۃ الادباء کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تاکہ اساتذہ اور تلامذہ میں عربی زبان و ادب کا ذوق پیدا ہو۔ مجلہ رابطۃ الادباء کے نام سے دو تین نمبر بھی نکالا، مگر کام آگے نہ بڑھ سکا، اسی زمانہ میں شباب کمپنی بمبئی (ابناء مولوی محمد بن غلام رسول السورتی) کے لئے سید جمال الدین افغانی کے دو عربی رسالوں کا ترجمہ کیا، سہ روزہ زمزم لاہور، ہفتہ وار مسلمان لاہور اور ہفتہ وار العدل گوجرانوالا میرے نام مستقل طور سے آتے تھے ان میں میرے اشعار اور مضامین چھپتے تھے، مُدرّسی کا یہ چار پانچ سالہ دور میرے حق میں صبرِ ایوب اور گریۂ یعقوب کا دور تھا۔

۲۷ نومبر ۱۹۴۳ء سے ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء تک مرکز تنظیم اہلِ سُنّت امرتسر سے وابستہ رہ کر ردِ شیعیت و قادیانیت میں مضامین لکھنے لکھانے اور چھپانے میں وقت گذرا، اور اس سلسلہ میں سہ روزہ زمزم لاہور میں آمد و رفت رہی، جس میں میرے اشعار شائع ہوتے تھے، جب زمزم والوں کو کچھ دن کے بعد پتہ چلا کہ میں وہی ہوں تو مجھے اپنی طرف کھینچ لیا، ۱۳ جنوری ۱۹۴۵ء سے یکم جون ۱۹۴۶ء تک زمزم کمپنی لمیٹیڈ لاہور منسلک ہو کر ساڑھے نو سو صفحات میں منتخب التفاسیر مرتب کی، قیامِ لاہور کے دوران والد صاحب مرحوم حج کے لئے گئے تو شوال ۱۳۶۶ھ سے صفر ۱۳۶۷ھ (یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء تا جنوری ۱۹۴۷ء) تک مدرسہ احیاء العلوم میں عارضی مدرّسی کی، اور ۱۷ جنوری ۱۹۴۷ء سے سہ روزہ زمزم روزنامہ ہوا تو میں نے اس کے ایڈیٹر مولانا محمد عثمان فارقلیط صاحب مرحوم کی زیرِ تربیت اس سے منسلک ہو کر ان سے صحافت اور اخبار نویسی سیکھی، اور تقسیمِ ملک سے کچھ پہلے ہم دونوں اپنے اپنے وطن اس خیال سے آگئے کہ ہم تقسیم کے ہنگامہ کے بعد واپس

آجائیں گے۔ الغرض جنوری ۱۹۴۵ء سے مئی یا جون ۱۹۴۷ء تک لاہور میں قیام رہا۔

اس درمیان میں یہ کتابیں لکھیں: (۱) "منتخب التفاسیر" جس کی کتابت تیرہ پاروں تک ہو چکی تھی (۲) "علمائے اسلام کی خونیں داستان" جس کو جناب احسان دانش مرحوم مکتبہ دانش مزنگ لاہور سے شائع کرنے کے لئے چار سو صفحات تک کتابت کرا چکے تھے۔ (۳) "المرابعۃ" کی پوری کتابت مرکز تنظیم اہلِ سنت امرتسر نے کرائی تھی (۴) "العالمات" کو ملک دین محمد اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور نے طباعت کے لئے لیا تھا، مگر افسوس کہ ان میں سے کوئی کتاب شائع نہیں ہو سکی اور تقسیمِ ملک کی نذر ہو گئی۔

نیز اسی درمیان حیاتِ امام احمد بن حنبلؒ، حیاتِ امام لیث بن سعد مصریؒ، "الطبابۃ عند العرب" اور دوسرے موضوعات پر معتدبہ معلومات جمع کیں۔ نیشنل لائبریری لاہور کا ممبر بن کر وہاں سے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ السبکی، خلاصہ تاریخ ابن عساکر اور دوسری کتابیں لاکر پڑھا اور ان سے اقتباسات جمع کئے اور مندرجہ ذیل کتابیں خریدیں: تہذیب التہذیب ابن حجرؒ بارہ جلدوں میں، دیوان الحماسہ ابن شجری، التبیان فی اقسام القرآن ابن قیمؒ، شرح الفقہ الاکبر، الصراع بین العلم والدین وغیرہ۔ مولانا محمد عثمان فارقلیط، جناب احسان دانش، مولانا حبیب الرحمٰن برادر زادہ مولانا محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین، مولانا احسان اللہ خاں تاجور نجیب آبادی، جناب ابو سعید بزمی، پروفیسر عبد الحمید خان پروفیسر جھنگ کالج و مصنف جدید آلاتِ جنگ، یہ سب حضرات چاہتے تھے کہ میں لاہور میں رہ کر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری کروں، مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ لاہور کی یادگاروں میں تین کتبے ہیں جو جامع مسجد احیاء العلوم کی محراب میں کندہ ہیں، میں نے ان کو لاہور میں عبد الرشید محبوب الرقم سے لکھوایا تھا، ۱۹۴۸ء کی ابتداء میں مولانا محفوظ الرحمٰن نامی مرحوم سکریٹری حکومت یو۔ پی کی زیرِ نگرانی بہرائچ سے ہفتہ وار اخبار "انصار" جاری کیا جس میں شریکِ ادارت مولانا ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی مرحوم مصنف مصباح اللغات تھے، مولانا اس زمانہ میں جامعہ مسعودیہ

نورالعلوم بہرائچ میں مدرس تھے، یہ اخبار حکومت کے عتاب کی وجہ سے سات آٹھ ماہ کے بعد بند ہوگیا، قیام بہرائچ کے دوران میں "تذکرہ علمائے مبارکپور" کے لئے ابتدائی معلومات جمع کیں اور ابوالعلاء معری کا دیوان سقط الزند خریدا۔

شوال ۱۳۶۷ھ سے شعبان ۱۳۶۸ھ تک (۱۹۴۸ء میں) جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تعلیمی خدمت انجام دی، یہاں کے عظیم الشان کتب خانہ سے خوب خوب استفادہ کیا، مختلف موضوعات پر اقتباسات نقل کئے اور یہیں "رجال السند والہند" کی تدوین کی ابتدا کی، یہیں کے دوران قیام میں پہلی بار بمبئی گیا تو شرف الدین الکتبی کے یہاں سے امام ابن قیم کی کتاب "الجواب الکافی عن سال عن الدواء الشافی" خریدی۔

الغرض فراغت کے بعد ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۹ء تک مبارکپور، امرتسر، لاہور، بہرائچ اور ڈابھیل کے درمیان آٹھ سال تک "گومیں رہا رہین ستم ہائے روزگار" مگر اپنے خیال سے غافل نہیں رہا۔

بمبئی میں آمد اور مصروفیات

آٹھ سال تک صحرا نوردی کے بعد جمعہ ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ (نومبر ۱۹۴۹ء) کو بمبئی پہونچا جو میرے علمی سفر کی آخری منزل تھی، ابتدا میں دفتر جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی میں افتاء اور دوسرے تحریری کام کرتا رہا، ۱۵ جون ۱۹۵۰ء میں روزنامہ "جمہوریت" کا اجراء ہوا، میں اس میں نائب مدیر بنایا گیا، اخبار اپنے لوگوں کا تھا، پالیسی جمعیۃ علماء کی تھی، مگر بعض خاص لوگوں کی طرف سے ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ مجھے از خود علیحدہ ہونا پڑا، اور میں ۲۳ فروری ۱۹۵۱ء سے روزنامہ "انقلاب" سے منسلک ہوگیا، اور "جواہر القرآن" اور "احوال و معارف" کے عنوان سے ہر قسم کے علمی، دینی، سیاسی، تاریخی مضامین روزانہ دو دو تین تین کالم میں لکھتا رہا، سفر اور حضر ہر حال میں یہ سلسلہ جاری رہا، اور مارچ ۱۹۹۱ء میں چالیس سال سے زائد مدت تک لکھنے کے بعد خود بند کر دیا، صحافت کی تاریخ میں یہ ایک ریکارڈ ہے، ۱۹۵۲ء میں انجمن خدام النبی، بمبئی کی طرف سے ماہنامہ "البلاغ" اور ہفتہ وار "البلاغ" جاری ہوا، میں دونوں کی ادارت میں شامل ہوا، ہفتہ وار چھ ماہ کے بعد بند ہوگیا اور ماہنامہ "البلاغ"

میری ادارت اور ذمہ داری میں پچیس سال سے زائد مدت تک جاری رہ کر بند ہوگیا، نیز اسی دوران ۱۲ نومبر ۱۹۶۰ء سے دس سال تک انجمن اسلام ہائی اسکول بمبئی میں دینیات و اخلاقیات کی تعلیم دی، اور دو بار دارالعلوم امدادیہ بمبئی میں جز وقتی مدرسی کی، ۱۹۵۱ء میں بھیونڈی میں مدرسہ مفتاح العلوم کی بنیاد رکھی جو ماشاء اللہ اب علاقہ مہاراشٹر کا عظیم دینی ادارہ بن گیا ہے اور کامیابی سے جاری ہے۔

تیس سال سے زائد مدت تک بمبئی میں مستقلاً قیام رہا اور جس شہر میں شبلی مرحوم "کنار آب چوپاٹی و گل گشت اپالو" کی سیر کر کے غزل کہا کرتے تھے، ان کے ایک ہم وطن نے ایک معمولی سے کمرے میں "مرکز علمی" کا بورڈ لگا کر تصنیف و تالیف اور مضمون نگاری اور مقالہ نویسی کا دور شباب گذارا، میں نے بڑے بڑے عقیدتمندوں کی عقیدت اور بڑی بڑی پیش کش کرنے والوں کی پیش کش کا شکریہ ادا کر کے شہر کی چمک دمک میں کھو جانے کے مقابلہ میں بوریہ نشینی کو ترجیح دی، میرے بہی خواہ اور مخلص بزرگ و احباب اس معاملہ میں مجھے احمق سمجھتے تھے اور میں کم از کم اس بارے میں اپنے کو عقلمند سمجھتا تھا بلکہ اب بھی سمجھتا ہوں۔

بمبئی غریب پرور ہونے کے ساتھ علم کش شہر ہے جس کا احساس مجھے یہاں آنے سے پہلے ہی تھا، اس لئے میں نے دولت و ثروت کے اس "اندرون قعر دریا" میں تیس سال سے زائد "تختہ بند" ہونے کے باوجود اپنے دامن علم کو تر نہیں ہونے دیا، اور مختلف قسم کی مصروفیات کے باوجود عرب و ہند کے ابتدائی چار سو سالہ تعلقات پر عربی اور اردو میں متعدد کتابیں لکھ کر بلکہ ایک بڑے خلا کو پر کیا، مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی نے "خلافت عباسیہ اور ہندوستان" کے پیش لفظ میں تحریر فرمایا کہ "اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب اس بے آب و گیاہ صحرا میں تنہا چلے، اور جب لوٹے تو باغ و بہار کا پورا قافلہ اپنے ساتھ لائے"۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر کتابیں لکھیں۔

دینی و علمی اسفار

اپنے کاموں میں انہماک کی وجہ سے ادھر ادھر آنے جانے سے بچنے کے باوجود اندرون ملک کے مختلف شہر اور مقامات کا بہت زیادہ سفر ہوا، غیر ملکی اسفار کی ابتدا حج و زیارت کے مبارک سفر سے ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

پانچ بار حج و زیارت اور عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، پہلا حج سنہ ۱۳۷۵ھ میں، دوسرا حج سنہ ۱۳۸۵ھ میں، تیسرا حج سنہ ۱۳۹۳ھ میں، چوتھا حج سنہ ۱۳۹۶ھ میں اور پانچواں حج سنہ ۱۴۰۲ھ میں کیا۔ اب کے بلد امین کا حج بنایا گیا، چوتھے حج سنہ ۱۳۹۶ھ (سنہ ۱۹۷۶ء) کے بعد عزیزم مولوی خالد کمال سلمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلاد عرب و افریقہ کا چھ ماہ تک ذاتی سفر کیا، اور جن مقامات میں گیا وہاں کے اہل علم اور کتب خانوں سے استفادہ کرتا رہا، اس سفر میں سعودی عرب میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ، طائف، الخبر، دمام، ریاض، درعیہ گیا۔ دمام سے ریاض تک ریل سے سفر کیا، یہاں سے کویت گئے جو ملک بھی ہے اور شہر بھی، قیام مرکز دعوت و ارشاد میں تھا، امیر کویت کے انتقال کی وجہ سے عام بندی تھی۔ بعض اہل علم سے ملاقات ہوئی اور بعض کتب خانوں میں جانا ہوا، ادارۂ التراث العربی میں نہیں جا سکا جس کا مشیر علمی تھا۔ دو دن کے بعد دمشق گئے مگر وہاں کے حکام نے ہوائی اڈے سے باہر نہیں جانے دیا، اور شام کو مصر کے لئے روانہ ہو گئے اور قاہرہ کے میدان عتبہ میں کرنک ہوٹل میں کئی دن قیام رہا، جامع ازہر اور وہاں کے علماء، اساتذہ، تلامذہ سے ملاقاتیں رہیں، قاہرہ سے متصل فسطاط اور جیزہ کے علاوہ حلوان اور اسکندریہ بھی جانا ہوا، پورا شہر قاہرہ دار العلم اور دار الکتب معلوم ہوتا تھا، متحف قبطی (قبطی عجائب خانہ) کی کئی منزلہ شاندار عمارت میں فراعنۂ مصر کے مجسمے، ان کے استعمالی سامان اور حنوط کی ہوئی ان کی لاشیں رکھی ہیں، اوپر کی منزل میں چودہ فرعونوں کی لاشیں شیشے کے صندوقوں میں قطار سے پڑی ہیں جن میں فرعون موسیٰ کی لاش بھی ہے، اہرام اور ابوالہول عبرت گاہ ہیں۔
فسطاط کی جامع عمرو بن عاصؓ میں نماز پڑھی اس کے ایک گوشے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مزار الکرای کے خطیرے میں ہے، اسی علاقہ میں امام شافعیؒ کا مزار بھی ہے، کشتی میں بیٹھ کر دریائے نیل پار کیا، مصر سے گھانا (مغربی افریقہ) کا سفر ہوا جہاں عزیزی مولوی خالد کمال دار الافتاء کی طرف سے مبعوث تھے، اس کے دار الحکومت اکرا میں کئی ماہ قیام رہا اور وہاں کی بام یونیورسٹی کی لائبریری کے شعبۂ عربی سے خوب خوب استفادہ کیا، امام سمعانی کی کتاب

الاملاء والاستملاء نقل کی، ابن موقل کی کتاب صورۃ الارض، ابن الاخوہ کی کتاب معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ وغیرہ سے اقتباسات نقل کئے، علمائے اندلس کی کئی کتابوں کے عکسی فوٹو کی زیارت کی، مشہور ماہر بحریات ماجد نجدی کی متعدد کتابیں یہاں موجود ہیں۔ کوماسی، کیپ، کوسٹ، تمالے اور شمالی علاقوں کا ہفتوں تک دورہ کیا، اسی سے متصل ٹوگو (لومی) کی سیاحت کی، واپسی پر قاہرہ آکر رجال السند والہند کی طباعت کا معاملہ دار الانصار سے طے کیا۔ ہوٹل لوکس میں کئی روز قیام رہا، طبقات المفسرین داؤدی، کتاب البرہان والعیان جاحظ اور بعض دوسری کتابیں خریدیں، قاہرہ میں فضیلۃ الاستاذ عبد المنعم النمر مرحوم شیخ صلاح ابو اسمٰعیل مقری اور ڈاکٹر عبد العزیز عزت سے بار بار ملنا جلنا ہوتا تھا، اکثر وقت جامع ازہر کے اداروں اور کتب خانوں میں گذرتا تھا، قاہرہ سے اردن کے لئے روانہ ہوئے، دار السلطنت عمان پہاڑوں کے نشیب و فراز میں آباد ہے، یہاں فندق ابراہیم میں قیام رہا، یہاں سے بھی ملک شام کے لئے کوشش کی مگر ناکامی رہی، حکومت اردن کی اجازت سے بیت المقدس میں حاضری کا ارادہ کیا اور ارض محتلہ میں داخل ہو گئے، مگر اسرائیل نے واپس کر دیا، اردن یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات کے اساتذہ سے ملاقات ہوئی، ادارۂ شؤون اسلامیہ و اوقاف نے اپنی مطبوعات دیں۔ ایک دن زرقا جانا ہوا، وہاں کوئی مسجد نظر نہیں آئی گرجے کئی دیکھے، اردن میں رومیوں کے قدیم مدرج اور آثار بہت زیادہ ہیں، عجائب خانہ میں اموی خلفاء و امراء کے لباس اور استعمالی ظروف موجود ہیں۔

یہاں سے بذریعہ ٹیکسی سعودی عرب کے لئے روانہ ہوئے، راستہ میں معان، قلعہ کرک وغیرہ آئے عصر اور مغرب کے درمیان مقام حجر سے گذرے جو قوم ثمود کا مسکن تھا، سلسلۂ کوہ دور تک چلا گیا ہے۔ درمیان میں سڑک ہے، پہاڑوں میں قوم ثمود کے مساکن کے آثار نظر آتے تھے، رمل جگہ جگہ تودے کی شکل میں تھے، سر شام سعودی عرب کی سرحد حالۂ عمار سے گذرے، تبوک سے دوسری ٹیکسی پر چلے، رات میں مقام العُلا سے گذرے جو بارونق شہر ہے، اس علاقہ کو کتابوں میں "قریٰ

عربیہ" سے تعبیر کیا گیا ہے، خیبر سے گذرتے ہوئے مدینہ منورہ پہونچے، دو چار دن قیام کرکے مکہ مکرمہ اور وہاں سے جدّہ آئے، یہاں استاد عبدالقدوس انصاری مرحوم مدیر مجلہ المنہل نے اپنی جملہ تصانیف ہدیہ میں عنایت کیں، ریاض پہونچ کر فندق التاج الجدید میں دار الافتا کی طرف سے قیام ہوا، مورخ الجزیرہ استاد حمد الجاسر نے دار الیمامہ کی مطبوعات و منشورات ہدیۃً دیں، دارِ ملک عبدالعزیز کے مدیر محترم نے اس کی مطبوعات پیش کیں، اور فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالفتاح ابوغدہ نے اپنی تصانیف و مطبوعات کا ایک معتد بہ حصہ عنایت فرمایا۔ وہاں کے بعض کتب خانوں سے استفادہ کیا۔

ریاض سے کراچی آئے مکتبہ عارفین جاکر اپنی کتابیں طلب کیں جن کو انہوں نے چھاپا تھا تو دونوں کتاب کا ایک ایک نسخہ دیا اور اس پر "حق تصنیف" لکھا، مجھے یہ دیکھ کر طیش آیا اور اس تحریر کو کٹوایا، دو دن وہاں رہ کر لاہور آئے مگر میرے دور کا لاہور مجھ کو نہیں ملا، گرمی سخت تھی دوسرے دن دہلی آ گئے۔

مارچ سنہ ۱۹۸۲ء میں "تنظیم فکر و نظر" سکھر کی دعوت پر ہندوستان کے ایک علمی وفد کے ساتھ سندھی ادبی میلہ کے اجلاس میں شرکت ہوئی اور جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان مرحوم کی زیرِ صدارت جلسہ ہوا، جس میں صدر محترم کے ہاتھوں سندھ کی روایتی چادر اور ٹوپی اور تنظیم فکر و نظر کا اعزازی نشان دیا گیا، اور ان کے حکم سے ارکانِ وفد کو پاکستان کا سرکاری مہمان کی حیثیت سے دورہ کرایا گیا، اس سلسلہ میں کراچی، ٹھٹھہ، دیبل، لاہور، اسلام آباد، ٹیکسلا، پشاور، بلوچستان، کوئٹہ، لاڑکانہ، موہن جودارو (موئن جو درو یعنی موت کا ٹیلہ)، سکھر، اڑور، نواب شاہ، حیدر آباد وغیرہ کی سیر و سیاحت کی، اڑور (جس کو عربی تاریخوں میں الور لکھتے ہیں) اور کراچی اور ٹھٹھہ کے درمیان دیبل دونوں کے کھنڈروں میں حضرت محمد بن قاسم کی مسجد کی جگہ نمایاں تھی دونوں مقام پر دُو دُو رکعت نماز پڑھی، اس بار بھی لاہور جانے کے باوجود اپنی قیام گاہ اور اخبار زمزم کا آفس نہ پاسکا۔

سنہ ۱۴۰۳ھ میں اسلام آباد میں تیسری عالمی قرآن کانفرنس اور سرکاری سیرت کانفرنس میں شرکت ہوئی، دونوں کانفرنس میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم شریک تھے۔ ان سے بار بار

ملاقات ہوتی تھی، مرحوم سے جو شخص دو ایک بار ملتا تھا محسوس کرتا تھا کہ وہ اس سے خاص تعلق رکھتے ہیں، یہ مرحوم کے اخلاق کی خوبی تھی، میں بھی یہی محسوس کرتا تھا، انہوں نے مجھے ایک نہایت قیمتی لیمپ، عمدہ کشمیر مصلّٰی اور ایک حمائل شریف ہدیہ دیا ہے، ان سے خصوصی مجلسوں میں بار بار ملاقات ہوتی رہی۔

اگست سنہ ۱۹۸۶ء میں تنظیم فکر و نظر سندھ نے میری کتابیں چھاپیں اور ان کی رسم اجراء میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے مجھے دعوت دی، وزیر اعلیٰ سندھ سید غوث علی شاہ کی صدارت میں تاج محل ہوٹل کراچی میں نہایت شاندار جلسہ ہوا، جس میں پاکستان کے مشہور ماہر قانون جناب خالد ایم اسحاق، پروفیسر سراج منیر مرحوم ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، پروفیسر پریشان خٹک چانسلر گومل یونیورسٹی پشاور، ماہر سندھیات ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، پروفیسر ایاز کراچی یونیورسٹی وغیرہ نے ان کتابوں اور اس کے مصنف کے بارے میں اپنے بہترین خیالات کا اظہار کیا، اسی سلسلہ کا دوسرا جلسہ تنظیم فکر و نظر کے صدر مقام سکھر میں ہوا جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت ہوئی۔

جن اداروں سے تعلق تھا یا اب بھی ہے

جن دینی و علمی اداروں سے پہلے تعلق رہا ہے اور ان میں رہ کر مفوضہ خدمت انجام دی ہے، وہ یہ ہیں: معتمد انجمن تعمیراتِ ادب مُزنگ لاہور، مشیر علمی ادارہ التراث العربی دولت کویت، صدر جمعیۃ علماء مہاراشٹر بمبئی، صدر دینی تعلیمی بورڈ مہاراشٹر، رکن انجمن خدام النبی بمبئی، رکن رویت ہلال کمیٹی جامع مسجد بمبئی اور فی الحال رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مشرف شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند، اعزازی رفیق دار المصنفین اعظم گڈھ، اعزازی مدیر برہان دہلی، رکن مجلس شوریٰ دار العلوم تاج المساجد بھوپال، رکن مجلس شوریٰ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اشرفیہ نیا بھوجپور (بہار)۔

حکومت کی قدر شناسی

۱۵ر اگست سنہ ۱۹۸۲ء کو صدر جمہوریہ ہند کی طرف سے عربی زبان اور علمی شغف پر توصیفی سند، کشمیری چادر اور پانچ ہزار روپے سالانہ تاحیات کی پیش کش ہوئی، سنہ ۱۹۸۸ء سے یہ رقم دس ہزار ہوگئی۔"
(ماخوذ: قاعدہ بغدادی سے بخاری تک")

جو ادارے قائم کئے

اپنے ہم وطن رفیق، بمبئی کے مشہور مخیر تاجر الحاج عبدالغنی اطلس والا کے ساتھ مل کر مبارکپور میں ۱۰ر اپریل سنہ ۱۹۷۶ء میں انصار گرلس ہائی اسکول کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے اخیر تک کوشاں رہے۔ اسکول ہٰذا آج مبارکپور و اطراف و جوانب کا تنہا لڑکیوں کا ہائی اسکول ہے، جس میں چھ سو قوم کی بچیاں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر رہی ہیں اسکول ھٰذا الحاج عبدالغنی اطلس والا کی خصوصی توجہ و عنایت سے تیزی کے ساتھ تعلیمی و تعمیری منزلیں طے کر رہا ہے۔

سنہ ۱۴۰۱ھ میں مبارکپور میں ایک مدرسہ الجامعۃ الحجازیۃ اور حجازی جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور دونوں کو مکمل کیا، اپنے علمی انہماک، عدم صحت نیز مخلص احباب کے انتقال ہو جانے کی وجہ سے جامعہ کماحقہ ترقی نہ کر سکا، جس کا اظہار بڑی دلسوزی سے کرتے تھے۔

مرض اور سانحۂ ارتحال

الحمدللہ والدگرامی کی پوری زندگی صحت و تندرستی کے ساتھ گذری، وہ کہا کرتے تھے کہ: "میں نے سادی زندگی گذاری تو اللہ نے مجھے صحت اور سکون کی زندگی عطا کی"۔ ہم لوگوں کو کبھی بھی یاد نہیں ہے کہ والد صاحب کسی خاص یا شدید بیماری میں مبتلا ہوئے ہوں، بس کبھی کبھار نزلہ، کھانسی کا عارضہ ہو جایا کرتا تھا۔ ادھر کچھ سالوں سے صبح سویرے ۸ ربجے تک رطوبت اور بار بار چھینک آتی رہتی تھی، جیسے جیسے سورج نکلتا اور دھوپ تیز ہوتی، پھر سب ختم ہو جاتا جس کے لئے حکماء سے مشورہ کر کے کچھ نہ کچھ لیا کرتے تھے۔ انگریزی دوا قطعاً استعمال نہیں کرتے تھے۔ نزلہ زکام مسلسل رہنے کی وجہ سے سالوں سے ناک کے بائیں سوراخ سے رطوبت کے ساتھ خون آنے لگا تھا۔ جس کا علاج مختلف جگہوں پر ہوتا رہا، مگر خون آنا

بند نہیں ہوا جس کی وجہ سے کمزوری بڑھتی جا رہی تھی، آخر ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ بغیر آپریشن خون بند نہیں ہوگا، مسلسل نزلہ کی وجہ سے زخم ہوگیا ہے جس سے خون آتا ہے، چنانچہ ۲۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۹۵ء بروز دوشنبہ رات میں دس بجے اعظم گڈھ کے E.N.T. کے مشہور ڈاکٹر ایم، کے گپتا سے آپریشن کرایا گیا۔ اور اعظم گڈھ کے مشہور ڈاکٹر عبداللہ M.S. FRGS کی زیر نگرانی اسحاق اسپتال میں تین دن رہے اور ڈاکٹر موصوف نے نہایت محبت اور خلوص سے علاج کیا، اور جمعرات کے دن گھر آگئے۔ الحمدللہ آپریشن کامیاب رہا، والد صاحب بار بار کہتے رہے کہ مجھے مرض یا آپریشن کی کوئی تکلیف نہیں ہے، کمزوری دور ہو جائے میں بالکل ٹھیک ہوں — علاج چلتا رہا، کمزوری بدستور باقی رہی۔

۶ر جنوری سنہ ۱۹۹۶ء رات میں بار بار پیشاب کا عارضہ لاحق ہوا جس سے مزید کمزوری بڑھ گئی اور پھر اسحاق اسپتال لے جایا گیا، جہاں ہر قسم کا ٹیسٹ ہوا، رپورٹ سے یہ پتہ چلا کہ گردہ خراب ہوگیا ہے اور پیشاب کے ذریعہ خون اور طاقت ضائع ہو رہی ہے۔ الحمدللہ کہ چند دن میں کافی آرام ہوگیا، اور گھر واپس آگئے، مگر کمزوری مزید بڑھ گئی اسی درمیان ۲۲ر جنوری سے رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوگیا، کہنے لگے کہ روزہ رکھوں گا، انشاءاللہ روزے کی برکت سے صحت ٹھیک ہو جائے گی اور اللہ کا ایسا فضل ہوا کہ پہلی سحری خوب اطمینان سے کھایا، روزہ رہے اور شام کو باقاعدہ افطار کیا، جب کہ اس سے قبل کھانا بہت کم ہوگیا تھا، اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے رمضان شریف کے پورے روزے رکھے، اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب بالکل ٹھیک ہو جائیں گے، کہتے تھے کہ مجھے بیماری کی کوئی تکلیف تو ہے نہیں، کمزوری ہے، یہ دور ہو جائے، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اور پھر اپنے پڑھنے لکھنے میں منہمک رہنے لگے مگر کمزوری کا اظہار ہمیشہ کرتے رہتے تھے۔ انتقال سے ایک ماہ قبل بخار بھی رہنے لگا تھا، چند دن تو ۱۰۳ر ڈگری تک ہو جاتا تھا مگر جلد ہی اتر جاتا تھا، چند دنوں کے بعد کچھ ہلکا ہلکا بخار رہنے لگا تھا جس کی وجہ

سے طبیعت میں اضمحلال اور منہ کا مزہ بھی خراب ہوگیا، ڈاکٹر صاحبان کا کہنا تھا کہ چونکہ گردے کا نظام خراب ہوچکا ہے، عمر بھی کافی ہوچکی ہے خون بھی ضائع ہوچکا ہے، اب مزید کسی طاقت یا خون کے پیدا ہونے کا سوال نہیں ہے، چونکہ مولانا کو بیماری کی کوئی تکلیف نہیں ہے اور یہ تو خود اللہ کا بہت بڑا کرم ہے اس لئے چھیڑ چھاڑ مناسب نہیں ہے۔

الحمد للہ اس تمام اوقات میں حضرت والد ماجد صاحب کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا، مسجد کا جانا چھوٹا تو گھر نماز ادا کرتے رہے اور جب کافی کمزوری بڑھی تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ حتی الامکان اپنا کام خود کرنے کی کوشش کرتے۔ البتہ اس کا بار بار اظہار کرتے رہے کہ کمزوری بہت ہے، کمزوری ختم ہوجائے تو میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ بڑھاپا ہے کمزوری تو رہے گی۔

۱۲ جولائی بروز جمعہ صبح فجر بعد کہنے لگے کہ "رات پانچ چھ بار پیشاب گرک کے ساتھ ہوئی ہے، کمزوری بہت بڑھ گئی ہے، کپڑا بدلا کہ آج جمعہ ہے، جمعہ پڑھنے چلوں گا"، عین وقت پر بارش ہوجانے کی وجہ سے جامع مسجد نہ جاسکے۔ "منہ کا مزہ خراب ہوگیا ہے، کھانے کی بالکل اشتہا نہیں ہے"۔ پھر بھی دوپہر اور شام میں تھوڑا کھایا، ۱۳ر کی صبح میں ہلکا سا ناشتہ کیا اور کہنے لگے کہ کھانے کی بالکل اشتہا ختم ہوگئی ہے، کمزوری بہت زیادہ محسوس ہورہی ہے جس کی وجہ سے پورے بدن میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میرا وقت آگیا ہے"۔ دن میں دوبار صرف موسمی کا جوس لیا، کمزوری کی وجہ سے بے خبری میں رہتے، مگر کوئی بات کرتا تو پوری توجہ اور ہوش وحواس سے بات کرنے لگتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ دوائیں وغیرہ چلتی رہیں، ۱۴ر تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد اطمینان سے بیٹھے، ایک انڈا نیم برشت زبردستی کھایا، کہنے لگے کہ "قطعاً کھانے کی کوئی اشتہا نہیں ہے کھانے کی اشتہا ختم ہوگئی ہے، بدن میں بالکل طاقت نہیں ہے، اب میرا وقت آگیا ہے، دیکھو میں نے بڑی تکلیفیں اٹھا کر یہ علمی خزانہ جمع کیا ہے اگر تم سب اس کی حفاظت نہ

نہ کرسکنا تو اس کو دیوبند یا علی گڑھ دیدینا تاکہ اس کا افادہ پہونچتا رہے، تمہاری ماں اور بہنیں ہیں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو، رشتہ داروں، اور مہمانوں کا خیال رکھنا اور اس گھر کی روایت کو باقی رکھنا" اب میری زندگی کے دن پورے ہوچکے ہیں کسی بھی وقت کوئی بات ہوسکتی ہے"۔ پھر دوپہر تک کافی کمزوری بڑھ گئی، ظہر کی نماز کے لئے بار بار کہتے رہے، بیٹھے، تیمم کیا مگر کمزوری کی وجہ سے قعدہ میں بیٹھ نہیں سکے، پھر لٹا دیا گیا، پانچ بجے پھر کہا کہ میں نماز پڑھوں گا" کہا گیا کہ لیٹے لیٹے پڑھ لیں، کہنے لگے، لیٹے لیٹے کیوں پڑھوں، نیچے جانماز بچھاؤ میں نیچے بیٹھ کر نماز پڑھوں گا۔ نیچے اتارا گیا کمزوری کی وجہ بیٹھ نہیں سکے اور نماز ادا نہ کرسکے۔ پھر مغرب کی نماز کے لئے بھی بار بار اٹھنے کی کوشش کرتے، بیٹھائے گئے مگر نماز نہ ادا کرسکے۔ اس کے بعد زیادہ نیم بیہوشی کی حالت میں رہے، جیسے جیسے وقت گذرتا رہا نقاہت اور بے ہوشی بڑھتی رہی، سانس کی رفتار کچھ تیز ہوگئی، اسی حال میں علم وعمل کا یہ روشن مینارہ اور تاریخ اسلام کا نیر تاباں جو خطۂ اعظم گڑھ سے چمکا اور نصف صدی تک اپنی علمی، دینی، تحقیقی اور تاریخی ضیا پاشیوں سے سارے عجم اور عرب کو منور کرتا رہا" کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" کا اطلاق ان پر بھی ہونا تھا آخرش ۲۸ صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۹۶ء بروز یکشنبہ شب میں ۹ بجکر ۵۵ منٹ پر تاریخ اسلام کا یہ روشن آفتاب بھی غروب ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت والد ماجدؒ اپنی ذاتی زندگی میں انتہائی سادہ، بہت ہی وضعدار، دل میں خشیتِ خداوندی، تواضع وخاکساری، بے تکلفی، غایت شفقت ومحبت، خندہ رو، ہمدرد صفت، اخلاص وللّٰہیت، انابت، فکرِ آخرت اور بوقت گفتگو "قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا" کے آئینہ دار تھے، فقرا، محتاجوں کی خیر خواہی اور تعاون کا جذبۂ بیکراں رکھتے تھے، اور زبان ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہا کرتی تھی، قبرستان صبح کو جانے کا معمول جوانی سے رہا جب وطن میں ہوتے تھے تو قبرستان ضرور

جاتے تھے تو رویا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ میں آج کل زندوں کے مقابلے میں مُردوں سے زیادہ قریب ہوں۔

دوسرے دن ١٥ر جولائی بروز دوشنبہ ١٢½ بجے آپ کی میت غسل کے لئے نکالی گئی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی سوئے ہیں اٹھ بیٹھیں گے، مردنی کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے پورا بدن روئی کی طرح نرم، چہرہ ایسا روشن کہ ہر شخص کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا کی زندگی میں ان کے عمل کی بشارت دکھلادی۔ سوا تین بجے نمازِ جنازہ ادا کی گئی، نمازِ جنازہ مولانا مفتی ابو القاسم صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس نے پڑھائی، بنارس، جونپور، غازیپور، مئو اور اعظم گڈھ اضلاع کے اہلِ علم فضلاء اور اتقیاء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، عام تاثر یہی تھا کہ مبارکپور میں علماء کا اتنا بڑا مجمع آج تک نہیں دیکھا گیا، ٣½ بجے قبرستان میں اتارا گیا اور تدفین عمل میں آئی۔

ڈھونڈھوگے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
جس خواب کی کوئی تعبیر نہ ہو اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

اولاد و احفاد

١- سارہ خاتون — عمر ٥٧ سال۔ الحمد للہ بقید حیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تا دیر قائم رکھے۔

٢- مولانا خالد کمال — عمر ٦٢ سال۔ دار العلوم دیوبند اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ ہیں اور آجکل نیوزی لینڈ میں دار الافتاء (سعودی عرب) کی طرف سے مبعوث ہیں

٣- مولوی ظفر مسعود — تاریخ پیدائش ٧ر جمادی الاولیٰ ١٣٦٠ھ جامعہ مفتاح العلوم مئو سے فارغ ١٩٦٠ء میں ہائی اسکول، ادیب کامل۔

٤- مولوی سلمان مبشر — تاریخ پیدائش ١٦ر شعبان ١٣٦٩ھ دار العلوم دیوبند اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ ہیں اور دار الافتاء کی طرف سے ہندوستان میں مبعوث ہیں

٥- قاضی حسان احمد — تاریخ پیدائش یکم جمادی الاخریٰ ١٣٧٣ھ B.A (شبلی نیشنل کالج اعظم گڈھ)

٦- امۃ الرحمٰن ام سلمہ — تاریخ پیدائش ١٩ر ربیع الثانی ١٣٦٧ھ شادی شدہ ہیں فیروزآباد میں اپنے شوہر ماسٹر مصباح الدین محمد رافع کے ساتھ مقیم ہیں۔

٧- شمیمہ عائشہ — تاریخ پیدائش ٥ر شعبان ١٣٧٩ھ شادی شدہ ہیں، قصبہ سے ملحق نوادہ میں رضوان احمد کے ساتھ منسوب ہیں۔

٨- شریف انور — ٩ر ذی الحجہ ١٣٦٥ھ بچپن میں انتقال ہوگیا۔

٩- انور جمال — تاریخ پیدائش ٩ر فروری ١٩٤٥ء بچپن میں انتقال ہوگیا

آخر الذکر دو بھائیوں کے علاوہ الحمد للہ تمام بھائی بہن بقید حیات اور صحت و تندرستی کے ساتھ پھل پھول رہے ہیں۔ مذکورہ دو بھائی جو کم عمری میں انتقال کر گئے ان کا غم والد صاحبؒ کو زندگی بھر رہا اور ان کا تذکرہ کبھی کرتے تو بڑی دلسوزی کے ساتھ کرتے تھے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔

تیرگی میں نور کا مینار ہو کے رہ گئے
آپ آج اخبار و آثار ہو کے رہ گئے
٢ ٩ ٩ ١ ٦

(مولوی) قاضی ظفر مسعود مبارکپوری

قاضی منزل، مبارکپور، ضلع اعظم گڈھ۔ یو۔پی

پن کوڈ 276404

عربی کتابیں

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	ناشر	سال اشاعت	بار اشاعت	
۱	رجال السند والہند طبع اول	۳۲۸	محمد احمد واخوانہما لمیمنین بمبئی۔	۱۹۵۸ء	اول	
۲	رجال السند والہند طبع دوم جلد ۱ جلد ۲	۵۸۸	دار الانصار قاہرہ	۱۳۹۸ھ		دوسری بار
۳	العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابہ والتابعین	۳۳۵	ابنائے مولوی محمد بن غلام رسول السورتی بمبئی	۱۹۶۸ء	اول	
	〃 〃 〃 〃	۲۳۱	دار الانصار قاہرہ	۱۹۷۹ء		دوسری بار
۴	الہند فی عہد العباسیین	۷۸	〃 〃	۱۹۷۹ء	اول	
۵	العرب والہند فی عہد الرسالۃ ترجمہ الدکتور عبد العزیز عزت عبد الجلیل مصری	۱۳۴	الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتب قاہرہ	۱۹۷۳ء	اول	
۶	الحکومات العربیۃ فی الہند والسند ترجمہ الدکتور عبد العزیز عزت عبد الجلیل مصری	۱۵۰	مکتبہ ال عبد اللہ الریاض سعودی عرب	۱۴۰۵ھ	اول	
۷	جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول حققہ وقابلہ وعلق علیہ۔	۱۶۰	المکتبۃ العلمیۃ بالمدینۃ المنورہ	۱۳۷۳ھ	اول	
	〃 〃 〃 〃	۱۶۰	شرف الدین الکتبی واولادہ بمبئی	۱۴۰۳ھ		دوسری بار
	〃 〃 〃 〃	۱۶۰	الدار السلفیہ بمبئی			تیسری بار
۸	دیوان احمد قام بجمعہ ونشرہ	۴۸	دائرہ ملیہ مبارکپور	۱۳۷۷ھ	اول	
۹	تاریخ اسماء الثقات ابن شاہین تحقیق وتعلیق	۲۳۵	شرف الدین الکتبی واولادہ، بمبئی	۱۴۰۶ھ	اول	

اردو کتابیں

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	ناشر	سن طباعت	بار اشاعت	
۱	ائمہ اربعہ	۱۵۰	مکتبہ تنظیم اہل سنت لاہور	۱۹۴۶ء	اول	
۲	الصالحات	۶۳	ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور	۱۹۴۶ء	اول	
۳	اسلامی نظام زندگی	۲۵۶	الحاج عبد اللہ سکری ابن حاجی احمد مکی بمبئی	۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء	اول	
۴	افادات حسن بصریؒ	۵۶	دائرہ ملیہ مبارکپور	۱۹۵۰ء	اول	
۵	سلمانؓ	۶۴	جمعیۃ المسلمین جنجیرہ بمبئی	۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء	اول	
۶	معارف القرآن	۱۵۰	ایجنسی تاج کمپنی مسجد اسٹریٹ بمبئی	۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء	اول	
۷	طبقات الحجاج	۱۹۵	انجمن خدام النبی	۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸	اول	
۸	حج کے بعد	۴۰	〃 〃 〃	۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء	بار	بار
۹	علی وحسین (محمود احمد عباسی کی کتاب خلافت معاویہ ویزید کا جواب)	۳۳۶	دائرہ ملیہ مبارکپور	۱۹۶۰ء	اول	
۱۰	۱ عرب وہند عہد رسالت میں	۲۰۰	ندوۃ المصنفین دہلی	۱۹۶۵ء	اول	
	۲ 〃 〃 〃 〃	۲۰۰	مکتبہ عارفین کراچی			دوسری بار
	۳ 〃 〃 〃 سندھی	۲۳۷	تنظیم فکر ونظر سندھ کراچی	۱۹۸۷ء	اول	
	۴ 〃 〃 〃 اردو	۲۰۰	〃 〃 〃 〃	۱۹۸۷ء		تیسری بار
۱۱	۱ ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں	۳۴۰	ندوۃ المصنفین دہلی	۱۹۶۷ء	اول	
	۲ 〃 〃 〃 سندھی	۲۴۰	تنظیم فکر ونظر سندھ کراچی	۱۹۸۷ء	اول	
	۳ 〃 〃 〃 اردو	۳۴۰	〃 〃 〃 〃	۱۹۸۷ء		تیسری بار

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	ناشر	سنہ اشاعت	بار اشاعت	
۱۱	ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں	۳۲۰	مکتبہ عارفین کراچی			دوسری بار
۱۲	اسلامی ہند کی عظمت رفتہ	۲۴۳	ندوۃ المصنفین دہلی	۱۹۶۹ء	اول	
۱۳	خلافت راشدہ اور ہندوستان	۲۸۰	" " "	۱۹۷۲ء	اول	
۱۴	خلافت بنو امیہ اور ہندوستان	۶۷۱	" " "	۱۹۷۵ء	اول	
	" " " "	۶۷۱	تنظیم فکر و نظر سندھ کراچی	۱۹۸۷ء	اول	
۱۵	خلافت عباسیہ اور ہندوستان	۵۵۸	ندوۃ المصنفین دہلی	۱۹۸۲ء	اول	
	" " "	۵۵۸	تنظیم فکر و نظر سندھ کراچی	۱۹۸۷ء		دوسری بار
۱۶	شجرہ مبارکہ یعنی تذکرہ علمائے مبارکپور	۲۹۲	دائرہ ملیہ مبارکپور	۱۹۷۴ء	اول	
۱۷	مآثر و معارف	۲۷۱	ندوۃ المصنفین دہلی	۱۹۷۱ء	اول	
۱۸	دیار پورب میں علم اور علماء دیار پورب کی سات سو سالہ علمی و دینی تاریخ	۳۸۲	" " "	۱۹۷۹ء	اول	
۱۹	آثار و اخبار جلد ۱ دس علمی دینی تاریخی مقالات کا مجموعہ	۱۵۰	" " "	۱۹۸۸ء	اول	
۲۰	بنات اسلام کی علمی و دینی خدمات	۹۶	شرف الدین الکتبی و اولادہ بمبئی	۱۹۸۶ء	اول	
۲۱	قاعدہ بغدادی سے صحیح بخاری تک بچپن کے حالات زندگی	۴۸	دائرہ ملیہ مبارکپور	۱۹۸۰ء	اول	
	" " " " "	۵۶	مکتبہ صوت القرآن دیوبند			دوسری بار
۲۲	تدوین سیر و مغازی	۳۲۰	شیخ الہند اکڈمی دیوبند	۱۹۸۰ء	اول	
۲۳	ائمہ اربعہ	۲۵۵	" " "	۱۹۸۹ء	اول	

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	ناشر	سنہ اشاعت	بار اشاعت	
۲۴	خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت	۳۹۲	شیخ الہند اکیڈمی دیوبند	۱۹۹۵ء	اول	
۲۵	خواتین اسلام کی علمی و دینی خدمات	۱۸۰	" " " "	۱۹۹۵ء	اول	
۲۶	اسلامی شادی	۳۵	" " " "	۱۴۰۶ھ		دوسری بار
	" " "	۳۵	مکتبۃ الحق جوگیشوری بمبئی	۱۹۸۸ء	پہلی بار	

کتابت شدہ کتابیں جو شائع نہ ہو سکیں

۴۷ء کی تقسیم کی نذر ہو گئیں۔

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	ناشر	زبان	کیفیت
۱	منتخب التفاسیر اردو کی منتخب تفاسیر کا نچوڑ	۱۰۰۰	زم زم لمیٹیڈ کمپنی لاہور	اردو	کتابت شدہ کاپی جو تقسیم ملک کی نذر ہو گئی
۲	علمائے اسلام کی خونیں داستانیں	۶۰۰	مکتبہ دانش لاہور	"	" " "

غیر مطبوعہ زیر ترتیب کُتب

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	کیفیت
۱	مسلمانوں کے ہر طبقے اور ہر پیشے میں علم اور علماء	۳۰۰ تقریباً	مع مقدمہ
۲	مئے طہور (غزلوں اور نظموں کا مجموعہ (جوانی سے ۱۹۵۵ء تک کی غزلوں کی دو موٹی موٹی بیاضیں جو دوران سفر غائب ہو گئیں جس کا آج تک پتہ نہیں چلا ورنہ اچھا خاصہ ذخیرہ ہوتا)	۱۳۰ "	مع مقدمہ

نمبر شمار	نام کتب	صفحہ	کیفیت
۳	پینتالیس مقالات کا مجموعہ (علمی تاریخی وسوانحی خاکہ	۵۰۰ تقریباً	ترتیب وتحشیہ
۴	نسخۂ شفا یعنی الجواب الکافی کا اردو ترجمہ	۲۰۰ ″	مکمل
۵	اموی خلفاء وامراء کی حدیث کی تدوین		زیر ترتیب
۶	تذکرہ مشاہیر اعظم گڈھ		نامکمل
۷	سفر نامہ عرب ممالک اور افریقہ		نامکمل
۸	سوانح عمری (قیام لاہور و بمبئی کے ۶۶ء کے حالات		نامکمل
۹	سیرتِ رسولؐ خود حضورؐ کی زبان مبارک سے		زیر ترتیب
۱۰	دعائے ماثورہ		زیر ترتیب
۱۱	منتخبات : ۱۔ اصور الارض ابن حوقل ۲۔ عجائب الهند بزرگ بن شہریار ۳۔ احسن التقاسیم مقدسی ۴۔ الممالک والمسالک ابن خروذابہ ۵۔ مسالک الممالک اصطخری (عربی)		
۱۲	اسلام میں قربانی کی حقیقت وصفات مومن (عبدالرزاق ملیح آبادی کی بکواس کا مدلل جواب		مکمل
۱۳	۱۔ عربی خطبات وخطوط (عربی) ۲۔ مسئلہ خلق قرآن کی سیاسی حیثیت (اردو) ۳۔ الطبابۃ عند العرب قبل انتشار الطب الیونانی (عربی)		مکمل مکمل مکمل
۱۴	سوانح خود نوشت امام ابن جوزیؒ		مکمل
۱۵	امثال العرب (عربوں کی مثالوں کی مکمل علمی تحقیق) (عربی)		

ان مستقل تصنیفی وتالیفی کاموں کے علاوہ سیکڑوں علمی وتحقیقی مضامین ومقالات "معارف" اعظم گڈھ، "برہان" دہلی، "صدق" لکھنؤ، "دارالعلوم" دیوبند اور دیگر اخبارات ورسائل میں لکھے ہیں، روزنامہ اخبار "انقلاب" میں چالیس سال تک اور رسالہ "البلاغ" بمبئی میں پچیس سال تک جو مضامین مختلف موضوعات مثلاً قرآن وحدیث تاریخ، سیرت، علم رجال نیز علمی ادبی مذہبی سیاسی، سماجی، معاشرتی موضوعات پر لکھے ہیں اگر ان کو علاحدہ علاحدہ عنوان سے جمع کیا جائے تو بلا مبالغہ سیکڑوں ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں (اندازاً آپ نے لگ بھگ پچاس ہزار صفحات اخبارات میں لکھے ہیں) (اتنے دنوں تک کسی اخبار میں مسلسل دینی علمی، اصلاحی مضامین لکھنا خود ایک ریکارڈ ہے) ۔